سوال

(57)کیا قرآن مجید میں مجاز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں نے کتب تفسیر وغیرہ میں اکثر یہ پڑھتا رہتا ہوں کہ یہ حرف زائد ہے جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ لَيسَ كَمِثلِهِ شَىءٌ ۖ وَهُوَ السَّميعُ البَصيرُ کے بارے میں کہتے ہیں کہ كَمِثلِهِ میں کاف زائد ہے ۔ ایک مدرس نے مجھ سے کہا کہ قرآن مجید میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا پورا نام زائد یا ناقص یا مجاز ہو۔اگر معاملہ اسی طرح ہے تو ارشاد باری تعالی : وَاسـَٔلِ القَريَةَ اور وَأُشرِبوا فى قُلوبِهِمُ العِجلَ کے معنی کیا ہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

محققین کے مطابق صحیح بات یہ کہ قرآن مجید میں فن بلاغت کی تعریف کے مطابق کوئی مجاز نہیں ہے قرآن مجید میں جوکچھ بھی ہے وہ اپنے مقام پر حقیقت ہی ہے ۔ بعض مفسرین جو یہ کہتے ہیں کہ یہ حرف زائد ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ قواعد اعراب کے اعتبار سے زائد ہے ۔ یہ معنی نہیں کہیہ معنی کے اعتبار سے زائد ہے بلکہ عربی لغت کے مخاطب لوگوں کے ہاں اس کے معنی معروف ہوتے ہیں کیونکہ قرآن مجید عربوں کی زبان میں نازل ہوا ہے جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ :

لَيسَ كَمِثلِهِ شَىءٌ میں حرف نفی مثل میں مبالغہ کا فائدہ دیتا ہے اور یہ لَيسَ كَمِثلِهِ شَىءٌ سے زیادہ بلیغ ہے ۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے :

وَسـَٔلِ القَريَةَ الَّتى كُنّا فيها وَالعيرَ الَّتى أَقبَلنا فيها ۖ وَإِنّا لَصـٰدِقونَ ... سورة یوسف ٨٢

''آپ اس شہر کے لوگوں سے دریافت فرمالیں جہاں ہم تھے اور اس قافلہ سے بھی پوچھ لیں جس کے ساتھ ہم آئے ہیں، اور یقیناً ہم بالکل سچے ہیں''

تو اس مراد بستی کی ساکنین اور اصحاب قافلہ ہیں ۔ عربوں کی عادت ہے کہ وہ (قریۃ) کا لفظ اہل قریہ اور (عیر) کا لفظ اصحاب قافلہ کے لیے استعمال کرتے ہین ۔ یہ عربی زبان کی وسعت اور کلام کے لیے صیغوں کی کثرت کے قبیل سے ہے ۔ یہ اس مجاز کے باب میں سے نہیں ہے جو اہل بلاغت کی اصطلاح میں معروف ہے لیکن یہ ان معنوں میں ضرور مجاز ہے کہ ایسا جائز ہے اور ممنوع نہیں ہے اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ :

میں مراد (جب عجل) بچھڑے کی محبت ہے لیکن اسے مطلق اس بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ جو اس لغت کے مخاطب ہیں وہ اس معنی کو سمجھتے ہیں۔ معنی کے بالکل واضح ہونے کی وجہ سے یہ ایجاز و اختصار اختیار کیا گیا ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج4ص57

محدث فتویٰ